تحفظ ختم نبوت

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا......؟"

مؤلفہ

عبدالکریم مشتاق

ملنے کا پتہ

رحمت اللہ بک ایجنسی بمبئی بازار۔ کھارادار۔ کراچی ۲

محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ۔ کراچی

قیمت۔ ۵۰ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

پاک ہے وہ ذاتِ خداوندی جس نے ہر شے کو موزوں خلق کیا۔ بنی نوع انسان کو دیگر مخلوقات پر فوقیت بخشی اور بنی آدم کو دو گروہوں میں تقسیم کیا۔ ایک گروہ ہدایت دینے والا اور دوسرا گروہ ہدایت لینے والا۔ ہدایت دینے والے گروہ کو عصمت طہارت کا شرف عطا کیا اور اُن کو ہر طرح کی خطا و سہو سے محفوظ رکھا۔ درود اور سلام ہو اُن ہستیوں پر جنہوں نے ظلمت و نور میں شناخت کروائی اور حق و باطل کی جدائی کی راہیں متعین کیں۔

پس ہر غیر معصوم فرد کا فرض ہے وہ معصوم کی پیروی کرے اور کسی غیر معصوم کو لائق اطاعت نہ تسلیم کرے کیونکہ ہدایت کی ذمہ داری خود خالق کائنات نے اپنے ذمہ لی ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء محض اسی غرض سے دنیا میں مبعوث فرمائے کہ لوگوں کو صراط مستقیم کی تعلیم دے کر خدا کی حقیقی معرفت کرائیں۔ نبوّت کا دروازہ بند ہونے کے بعد ہدایت کی ذمہ داری آئمہ معصومین پر ہے جو نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نائب اور وارثانِ حقیقی ہیں۔

انسان نے ہمیشہ اپنے قیاس سے دھوکا کھایا ہے۔ حرص و ہوا نے اکثر اس پر غلبہ کیا ہے اور شیطان کا تسلّط قبول کرنے کے لئے انسانی مزاج بہت ہی حساس واقع ہوا ہے۔ لہٰذا ان ہی مکروہ دلیل

کے باعث مسلمانوں میں تفرقہ بازی پیدا ہو گئی حقیقی ہادیوں کو نظر انداز کر کے انھوں نے برسر اقتدار اور صاحبانِ تاج و تخت فرماں رواؤں کو اپنا مصلح و لیڈر تسلیم کیا جس کے باعث امّت حمیدہ آن بھر میں منتشر ہو گئی اور آج زوال سے ہم کنار ہے۔ یہ مختصر کتابچہ محض اشارات پر مبنی ہے تشریحات کی گنجائش اس کے دامن میں موجود نہیں ہے۔

تمام اہل اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ خدا اور اس کے رسولؐ پر جھوٹ باندھنا گناہ کبیرہ ہے جس نے نبیؐ صادق پر جھوٹ باندھا اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا اس امر میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہے۔ اسی مسلّمہ بات کی روشنی میں ہم ایک مشہور و عام مروجہ روایت کی پڑتال کرتے ہیں کہ کیا یہ روایت رسولؐ سے جھوٹ منسوب ہے یا درحقیقت قول پیغمبر ہے ہم تفصیلات میں جانا مناسب نہیں سمجھتے ہیں مختصر اً چند حقائق پیش خدمت کرتے ہیں اور فیصلہ قارئین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں۔ آج کل اس نام نہاد حدیث کا پرچار کیا جا رہا ہے کہ "قال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان نبی من بعدی لکان عمر بن الخطاب" یعنی اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے"

منقولہ بالا حدیث عقلاً تو قطعی طور پر بے معنی ہے مگر نقلاً بھی صحیح ثابت نہیں ہے کیونکہ اس حقیقت سے انکار کرنا امر محال ہے کہ اعلان نبوّت کے کئی سال بعد حضرت عمر نے اسلام قبول کیا جبکہ ان سے قبل کئی کفار حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے دین کی ترقی، اسلام کا روشن مستقبل، نئی تحریک کی وجاہت دین حق کی سرعت اشاعت اور متوقع کامرانی لوگوں پر آشکار ہو چکی تھیں اسلام لانے سے پہلے حضرت عمر ساری عمر کافر رہا ہے اور اسلام کے بدترین دشمنوں

میں ان کا نام سرِ فہرست تھا وہ غیر اللہ معبودوں کے پجاری تھے۔ ہم نے
قصص الانبیاءؑ کا مطالعہ کیا ہے لیکن کسی ایک بھی نبیؐ کے بارے میں یہ نہیں
پڑھا یا سُنا ہے کہ انھوں نے قبل از اعلانِ نبوّت اپنی حیات کے کسی
بھی حصّہ میں غیر خدا کی پرستش کی ہو یا اپنا طرزِ بود و باش مشرکین و
کفار کی طرز پر اختیار کیا ہو بلکہ انبیاءؑ کا یہ خاصہ معلوم ہوتا ہے کہ باوجود
بُت پرستوں بلکہ بُت فروشوں کے گھر میں پروان چڑھنے کے انھوں نے بُت پرستی نہ
کی بلکہ بت شکنی فرمائی۔ جیسا کہ حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کی حیات
طیبہ سے ظاہر ہے۔ کسی بھی نبیؐ نے اپنی عمر کے کسی بھی حصّہ میں خدا سے کفر
نہیں کیا بلکہ بعض نے گہوارے میں بھی تبلیغ توحید و رسالت فرمائی ہے
یعنی النبی نبی و لو کان صبیاً۔ کسی ایک بھی نبی کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی
ہے کہ جو ایک لمحہ کے لیے بھی مشرک و کافر ہوا ہو۔ اس کے برعکس یار لوگ
حضورؐ سے حضرت عمرؓ بن خطاب کی (معاذ اللہ) شہادت نبوّت دلاتے ہیں
اگر یہ حدیث صحیح تھی تو سقیفہ بنی ساعدہ میں معرکہ آرائی کے وقت اسے
کیوں پیش نہ کیا گیا حضرت ابوبکر کو حضرت عمر کی یہ شان کیوں بھول گئی۔
پھر جب حضرت علیؑ نے احتجاج کیا اور اپنے حق میں دلائل پیش کئے کہ میں
خلافت کا حقیقی حقدار ہوں اور تم لوگوں سے افضل ہوں تو پھر اس حدیث
کو پیش کر کے حضرت علیؑ کو خاموش کر دینے کی بجائے حضرات شیخین سر بگریباں
ہو کر چپ کیوں ہو گئے۔ مثیل نبیؐ ہونے کے باوجود حضرت ابوبکر کو حضرت عمر پر
فوقیت کیوں دی گئی۔ پھر وہ احادیث موضوعہ جو حضرت ابوبکر کے حق میں
بیان کی جاتی ہیں۔ یہ حدیث ان کے معارض ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ
آنحضرتؐ نے فرمایا جو کچھ خدا نے میرے سینے میں ڈالا تھا وہ سب کا سب

جوں کا توں میں نے ابوبکر کے سینے میں ڈال دیا۔ ظاہر ہے ساری نبوت تو حضرت ابوبکر کے سینے میں منتقل ہو گئی اب حضرت عمر کے لئے کیا باقی بچا۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک منتیل بنی شخص امامت نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو نبی برحق کو ناگوار گزرتا ہے اور آپؐ اسے ہٹا کر ابوبکر کو نماز پڑھانے پر مامور کرتے ہیں جو شخص ایک نماز کی امامت کے لئے اہل قرار نہیں پاتا تو اسے آپؐ نبوت کا اہل کیسے قرار دے سکتے ہیں۔ ذرا عقل و غور تو فرما لیا کریں۔

نقلی اعتبار سے یہ حدیث سخت مجروح و مقدوح ہے اس کے اسناد کا حال مندرجہ ذیل ہے صحیح ترمذی میں یہ روایت یوں ہے۔

حدثنا سلمہ بن شیب نا المقری عن حیاۃ بن شریح عن بکر بن عمرو عن مشرح بن ھاعان عن عقبہ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر

(ترمذی شریف)

(راوی عربی میں دیکھیں) عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔

جرح (۱) راوی مشرح بن ہاعان۔ "امام ابن حبان کہتے ہیں کہ مشرح بن ہاعان کی کنیت ابو مصعب تھی عقبہ سے جھوٹی احادیث روایت کرتا تھا جن پر مطلق اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ امام عقیلی نے بھی اس راوی کا ذکر ان ہی الفاظ میں کیا ہے مگر یہ زائد لکھا ہے کہ مشرح بن ہاعان ان لوگوں میں سے تھا جو حجاج کے ساتھ آئے تھے اور جنہوں نے کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے کے لئے منجنیق چڑھائی تھی"۔ (میزان الاعتدال الجزء الثالث ص۲ علامہ ذہبی)

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ مشرح بن ہاعان اعتبار کے قابل نہیں ہے اور دلیل

کی بنا اس کی مروی احادیث پر نہیں رکھی جا سکتی (کتاب الضعفاء) یہی علامہ اپنی کتاب "الموضاعات" میں ایک اور حدیث کی قدح کرتے ہوئے جو حضرت عمر کی تعریف میں اسی مشرح بن ہاعان سے مروی ہے لکھتے ہیں۔

"ابن حبان کہتے ہیں کہ مشرح بن ہاعان کی بیان کردہ احادیث پر اعتبار کرنا باطل ہے" (کتاب الموضوعات)

(۲) راوی بکر بن عمر اس روایت کا راوی بکر بن عمر المعافری بھی مجروح اور مقدوح ہے چنانچہ علامہ اہل سنۃ امام ذہبی اپنی "میزان الاعتدال" میں لکھتے ہیں کہ امام حاکم کہتے ہیں کہ بکر بن عمر کے امر میں تامل کرنا چاہیے۔ ایسی ہی عبارت علامہ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب" میں لکھی ہے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی کا فیصلہ امام طبرانی نے اپنی "معجم الکبیر" میں اس موضوعہ خبر کو عصمۃ بن مالک کی روایت سے نقل کیا ہے مگر اس کے اسناد بھی ضعیف ہیں اور ناقابل اعتبار ہیں چنانچہ مشہور سنی علامہ عبدالرؤف مناوی "تیسیر شرح جامع صغیر" میں تحریر کرتے ہیں کہ "لو کان لعدی نبی لکان عمر بن الخطاب عقلاً درست کہیں۔ خداوند تعالےٰ نے حضرت عمر میں انبیاء کے اوصاف رکھے۔ امام احمد، ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے اور طبرانی نے عصمت بن مالک سے روایت کی ہے لیکن اس کے اسناد ضعیف ہیں"

نیز علامہ مناوی "فیض القدیر شرح جامع صغیر" میں سیوطی کے قول عن عصمتہ بن مالک کے بعد لکھتے ہیں کہ امام بیہقی کہتے ہیں کہ اس کے اسناد میں فضل بن مختار ہے اور وہ ضعیف ہے۔

(۳) راوی فضل بن مختار

فضل بن مختار کے متروک و کاذب ہونے پر علماء حدیث کا اتفاق ہے علامہ ذہبی "میزان الاعتدال" میں لکھتے ہیں "فضل بن مختار ابوسہل البصری روایت حدیث ابن ابی ذئب وغیرہ سے کرتا ہے۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ فضل بن مختار کی احادیث منکر ہوتی ہیں اور وہ جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے۔ امام ازدی کہتے ہیں کہ یہ بہت ہی منکر الحدیث ہے۔ اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی سب احادیث بہت ہی منکر ہوتی ہیں۔ ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو قبول نہ کرنا چاہیئے فضل بن مختار نے ابان سے اور اس نے انس سے مرفوعاً بیان کیا کہ فرمایا حضورؐ نے ابوبکر سے کہ اے ابابکر تمہارا مال کیسا طیب و مطہر ہے اس مال نے میرے لیے بلال مؤذن و ناقہ حاصل کیا (اس کے صلہ میں) گویا میں دیکھتا ہوں کہ تم دروازہ جنت پر میری امت کی شفاعت کر رہے ہو۔ یہ روایت بالکل باطل دروغ محض اور خلافِ عقل ہے"

(میزان الاعتدال الجز الثانی صہ ۳۳۳)

علامہ ابن جوزی نے کتاب الضعفا میں اور جلال الدین سیوطی نے ذیل اللآلی مصنوعہ میں فضل بن مختار کے متعلق بھی لکھا ہے۔

الغرض علماء اہل سنت ہی کے اعترافات سے ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث جھوٹی اور خود ساختہ ہے۔ اس کے راوی کذاب، ناقابل اعتبار اور مردود ہیں۔

پس اب ہم گذارش کرتے ہیں نبیؐ پر باندھے گئے اس جھوٹ کی اشاعت ایک طرف اخلاقی جرم ہے تو دوسری طرف بنی نوع انسان میں گمراہ کن پراپیگنڈہ ہے جو دینی و دنیوی دونوں

اعتبار سے قابلِ مذمت ہے۔ چونکہ ہم عقیدہ ختمِ نبوّت کے داعی ہیں لہٰذا تحفظ ختم نبوّت، کے لیے از حد ضروری ہے کہ اس قسم کی نشر و اشاعت کا سدّ باب کیا جائے اور ایسی کسی بات کا پرچار نہ کیا جائے جس سے رسولؐ آخرالزماں کے بعد کسی کی نبوّت کا گمان صحیح یا غلط پیدا ہو سکے۔ والسّلام

اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ۔ تحفظ ختم النبوّت زندہ باد

احقر

عبدالکریم مشتاق

طباعت : اوکھائی پریس اُردو بازار۔ کراچی ۰ فون ۲۱۴۴۵۳